RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

السنۃ الترکیۃ کا تعارف وحجیت، ایک تحقیقی جائزہ

Introduction & Authenticity of Al-Sunnah Al-Tarkiah A Research Analysis

AUTHORS

1. *Muhammad Usman Khalid, Ph.D Scholar, UET, Lahora*
   Email: m.usmank111@gmail.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0001-6391-8474
2. *Dr. Muhammad Shahbaz Hassan, Associate Professor, UET, Lahora*
   Email: pdshahbaz@gmail.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-8320-6885

How to Cite: Muhammad Usman Khalid, and Dr. Muhammad Shahbaz Hassan. 2021. "URDU: السنۃ الترکیۃ کا تعارف وحجیت، ایک تحقیقی جائزہ: Introduction & Authenticity of Al-Sunnah Al-Tarkiah". *Rahatulquloob* 5 (1), 135-50. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/243.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/243
Vol. 5, No.1 || January–June 2021 ||URDU- P. 135-150
Published online: 04-03-2021

QR. Code

السنۃ الترکیۃ کا تعارف و حجیت، ایک تحقیقی جائزہ

Introduction & Authenticity of Al-Sunnah Al-Tarkiah
A Research Analysis

محمد عثمان خالد، محمد شہباز حسن

ABSTRACT:
In this study, we will discuss the things omitted by the Prophet ﷺ and which he didn't do. Such things are called: The Stalling Path (Al-Sunnah Al-Tarkiah) provided that all the necessary conditions are present. This research aims to address the categories of what may be "Stalling" and which may not. This research also explains the ruling on following the Prophet's stalling path and the implications of doing or not doing so. The researcher uses a descriptive approach to reach the goal of this research. In this study, the researcher found that for considering what the Prophet ﷺ didn't do to be acceptable to do, it is necessary to provide six conditions. So, in this paper the researches point out what is recommended to follow and what may be left. If all necessary conditions are fulfilled, the status to follow these Sunan are same as other sayings and actions of Prophet Muhammad ﷺ. The commands and prohibitions of Prophet ﷺ can't be understood without the clear concept of "Al-Sunnah Al-Tarkiah" and "Al-sunnh Al Failia". Therefore, the knowledge of both these sunan is necessary and no one cannot be neglected. Therefore, it is necessary to present the introduction of "Al-Sunnah Al-Tarkiah".

Key Words: Prophet's path, Al-Sunnah Al-Tarkiah, the stalling path, shadowing.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں عملی راہنمائی کا ایک بہترین نظام ہے۔ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین ہے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔[1]

ترجمہ: جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن وسنت کی صورت میں محفوظ ہیں۔ اس نظریاتی و عملی دین کا مکمل نمونہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اسلام کے اساسی اصول تو قرآن مجید میں موجود ہیں جبکہ ان کی تشریح رسول اکرم ﷺ کی سنن مبارکہ ہیں اور یہ تشریح آپ ﷺ کی ذاتی سوچ پر مشتمل نہیں بلکہ یہ بھی الہامی ہے۔ بعض اوقات کسی خاص مسئلے میں امت کی راہنمائی کے لیے آپ ﷺ حکم صادر فرماتے اور بعض حالات میں عملی نمونہ پیش کرنے کی صورت زیادہ کارگر ہوتی، اصلاح امت کیلئے کبھی زبان نبوت حرکت میں آتی تو کبھی آپ ﷺ خاموش رہ کر اس کام کو وجہ جواز فراہم کرتے نظر آتے ہیں، اسی طرح بعض اوقات آپ ﷺ کسی کام کو ترک کر کے امت کی راہنمائی کرتے

ہوئے نظر آتے ہیں، دین اسلام کی تشریح و تبیین کی یہ مختلف صورتیں ہیں جن پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے، بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت کو دین میں حجت تسلیم نہیں کرتے گویا کہ ان کی نظر میں صرف قرآن مجید ہی ماخذ شریعت ہے۔ احادیث و سنن کی حیثیت عرب معاشرے کی عام عادات ورسوم کی سی ہے۔ منکرین حدیث کا یہ نظریہ قرآن کریم کی اصولی تعلیمات کے منافی اور ناقابل عمل ہے۔ حدیث و سنت کی الہامی حیثیت مسلم ہے جس کی گواہی خود قرآن دیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرامین بھی وحی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى [2] آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں فرماتے بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر بھیجی جاتی ہے۔

یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرامین و سنن تشریعی حیثیت رکھتے ہیں۔ علماء امت آپ ﷺ کے تشریعی اختیارات کو تسلیم کرتے ہیں۔ حدیث و سنت کی تشریعی حیثیت سے انکار کرنے والوں کا دعویٰ بے دلیل و باطل ہے۔ یہ لوگ اپنے باطل نظریات کو دلیل بنا کر اسلام کے عملی پہلو کا فکری و عملی انکار کر رہے ہیں۔ قرآن مجید نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایات و تعلیمات کو حجت شرعی قرار دیتے ہوئے اور تمام امور میں اتباع کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ [3] تمہیں جو کچھ رسول دے، اسے لے لو اور جس سے روکے، رک جاؤ۔

شرعی احکام کی وضاحت کیلئے نبی ﷺ کی سنت کا ایک اور پہلو بھی موجود ہے جس کی طرف کم توجہ دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سارے مسائل میں نبی ﷺ سے ان کا "ترک" کرنا بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے ان افعال کو سرانجام نہیں دیا یعنی وہ افعال آپ ﷺ کے عمل کا حصہ نہیں ہیں۔ ایسے افعال کو "السنۃ الترکیۃ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چھوڑے ہوئے کاموں کی تقسیم مختلف اعتبار سے مختلف ہے اور یہ کہ ان میں سے کس کو سنت کہا جاسکتا ہے اور کس کو نہیں؟ ترک شدہ امور میں سے کن پر عمل کرنا واجب ہے، کن پر نہیں؟ ان ترک شدہ امور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ان تروک کا احکام شرعیہ پر اثر کیا ہو گا؟ کیا نئے پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے "السنۃ الترکیۃ" کو بطور دلیل لیا جاسکتا ہے؟ یا "السنۃ الترکیۃ" کو بنیاد بنا کر کسی چیز کی حلت و حرمت کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

سنت کی اقسام

قولی اس کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال و فرامین پر ہوتا ہے۔ [4]

فعلی اس کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے افعال پر ہوتا ہے۔ [5]

تقریری اس سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا، یا آپ ﷺ کے مبارک زمانے میں کوئی کام کیا گیا اور آپ کو اس کا علم ہوا لیکن آپ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ [6]

"السنۃ الترکیۃ" سنت کی دوسری قسم "فعلی" میں شامل ہے۔ اس کی دلیل قرآن و سنت اور لغت عرب میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ [7]

ترجمہ: سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو، اسے چھوڑ دو۔ پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجوراً۔[8]

ترجمہ: اور رسول کہیں گے اے میرے رب! میری قوم نے تو اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ترک فعل ہے، علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں "اخذ" کا معنی "تناول" ہے اور "مهجورا" کا معنی "متروک" ہے تو مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے اسے متروک لیا یعنی انہوں نے اسے چھوڑ دیا[9]۔ سنت نبوی ﷺ میں "السنة الترکیة" کی مثال یہ روایت ہے: علی کل مسلم صدقة، فقالوا: یانبي الله، فمن لم یجد؟ قال: یعمل بیده فینفع نفسه ولیتصدق، قالوا: فإن لم یجد؟ قال: یعین ذا الحاجة الملهوف، قالوا: فإن لم یجد؟ قال: فلیعمل بالمعروف ولیمسك عن الشر فإنها له صدقة۔[10]

ترجمہ: ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جس کے پاس مال نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے اور خود بھی نفع اٹھائے اور خیرات کرے، لوگوں نے کہا اگر یہ بھی میسر نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا: حاجت مند مظلوم کی امداد کرے۔ لوگوں نے کہا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اچھی باتوں پر عمل کرے اور برائیوں سے رکے، اس کیلئے یہی صدقہ ہے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے "شر" کے ترک کو صدقہ قرار دیا اور صدقہ ضروری طور پر فعل ہی ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی کام کا ترک کرنا بھی فعل ہی کی ایک قسم ہے۔ عربی لغت میں بھی "الترک" فعل پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر ایک انصاری صحابی نے کہا تھا: لان قعدنا والنبی یعمل لذاك منا العمل المضلل۔[11]

ترجمہ: اگر ہم بیٹھے رہے اور نبی اکرم ﷺ کام کرتے رہے تو ہمارا یہ عمل درست نہ ہوگا۔

"سنت فعلی" کی مزید دو اقسام

مذکورہ بالا دلائل سے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ "ترک" بھی فعل میں شامل ہے تو کام کرنے یا اسے ترک کرنے (مثبت و منفی) کے اعتبار سے "سنت فعلی" کی مزید دو اقسام بن جاتی ہیں؛ سنت فعلیہ اور سنت ترکیہ۔ سنت فعلیہ کا مفہوم تو بالکل واضح ہے تاہم سنت فعلیہ کی ہی ایک دوسری قسم "سنت ترکیہ" بھی ہوتی ہے۔ صحیح طور پر سنت کی پیروی کرنے کے لیے اس کی معرفت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ "سنت ترکیہ" کی معرفت حاصل کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[12] (حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔) پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔

السنة الترکیة کا معنی ومفہوم

عربی لغت کی کتابوں میں لفظ الترک کے مختلف معانی مذکور ہیں لیکن ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ بطور مثال کچھ معانی درج ذیل ہیں۔ تَرَكَ بمعنی وَدَعَ (چھوڑ دیا۔) جیسا کہ حدیث میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا بعض لوگ اس کی طرف اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا بعض لوگ اس کی طرف اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دَعُوهُ وَلَا تُزْرِمُوهُ۔[13] یعنی اس کو چھوڑ دو یعنی ترک کر دو اور مت روکو۔ تَرَكَ الشيء بمعنی طرحه وخلاه (کسی چیز کو چھوڑنا / پھینک دینا اور مکمل خلاصی کرالینا۔) تَرَكْتُ الشيءَ تَرْكاً خَلَّيْتُهُ۔[14] (میں نے اس کو چھوڑ دیا) التَّرْكُ: التَّخلية

(علیحدہ ہونا، کنارہ کش ہونا)، تَرك بمعنی رَفَضَ (نکل جانا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے) تَرَكَ الشيءَ: رَفَضَه قَصْداً واخْتِياراً أَو قَهْراً واضْطِراراً[15] (ترک الشيء سے مراد ہے کسی چیز کو چھوڑنا، چاہے وہ اختیاراً اور خوشی سے ہو یا مجبوراً اور پریشانی سے)۔ تَرَكَ بمعنی جَعَلَ (بنایا[16]) اور الترك بمعنی الجَعْل (بنانا) ہے۔ قالَ اللّيثُ: التَّرْكُ: الجَعْلُ فِي بَعْضِ الكَلامِ. يُقَال: تَرَكْتُ الحَبلَ شَدِيداً أَي: جَعَلْتُه شَدِيداً[17] (اللیث نے یوں کہا ہے کہ الترک کلام میں اپنی فصاحت کی قوت دکھانا، جیسے کہا جاتا ہے کہ: میں نے رسی کو مضبوط کر دیا یعنی اس کو سخت کر دیا) امام راغب اصفہانی نے بھی کہا ہے کہ لفظ ترکت لفظ جعلت کے قائم مقام ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ: ترکت فلانًا وحیدًا (میں نے فلاں کو اکیلا چھوڑ دیا) امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ ہر فعل ایک حالت پر منتہی ہوتا ہے۔ جیسے ترکته کذا[18] (میں نے ایسے کیا)۔ الترك بمعنى الإبقاء (باقی رکھنا) اللیث نے کہا ہے کہ: التَرك: الإبقاء في قوله الله عز وجل: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ[19] أي: أبقينا عليه ذكرًا حسنًا[20]۔ الترک، الابقاء کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: یعنی ہم نے ان کو اچھے ذکر پر باقی رکھا) اسی معنی کی مناسبت سے ابو موسیٰ المدینی "التَّرْكُ" کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: التَّركُ على ثَلاثَة أَضْرُبٍ: أَحدُها ما تُرِك إبقاءً (کسی چیز کو باقی رکھنے کیلئے چھوڑنا) لقولِه تَعالَى: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ[21] (ہم نے ان کو اچھے ذکر پر باقی رکھا)، وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ[22] (اور تمہاری بیویوں نے جو چھوڑا ہو اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا)، الثاني: تَركُ رَفْض لِشَيءٍ لم يَكُن فيه قَبْل (ایسی چیز کو چھوڑنا کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو) كقَوْلِه تَعالَى: إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ[23] (میں نے ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے) الثالث: تَركُ مُفارَقةٍ (بالکل جدائی والا ترک) كقَولِه تَعالَى: كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ[24] (وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے)۔ تَرَك بمعنی صَيَّر (ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا) ابو البقاء الکفوی کہتے ہیں کہ جب لفظ تَرَك ،صَيَّر کے معنی میں ہو تو یہ افعال قلوب[25] کے منہج پر ہو گا۔ ترک جب ایک مفعول کے ساتھ متعلق ہو گا تو یہ: الطرح أَو التَّخْلِيَة والدعة (پھینک دینا / خلاصی حاصل کر لینا، علیحدہ ہو جانا، چھوڑ دینا) کے معنی میں ہو گا۔ جب دو مفعولوں کے ساتھ متعلق ہو تو اس وقت یہ "التصییر" کے معنی میں ہو گا اور افعال قلوب کے منہج پر ہو گا[26] جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وتركهم في ظلمات لَا يبصرون[27] (ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھتے) اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ الترک دو مواقع پر استعمال ہوتا ہے۔

1: غفلت کی وجہ سے کسی کام کا نہ کرنا۔ اس معنی کا اطلاق اس باغ پر ہو گا جس کی نگہداشت سے غفلت برتی جائے۔

2: کسی کام سے اعراض کرتے ہوئے اس کام کا نہ کرنا۔

مذکورہ بالا دونوں مواقع اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ فعل متروک ایسا فعل ہے جس کے فعل کی فاعل میں قدرت اور طاقت ہے اس صورت میں ترک کا لفظ ایسے انسان پر منطبق نہ ہو سکے گا جو عمل متروک کے فعل کی قدرت ہی نہ رکھتا ہو۔

السنۃ الترکیۃ کا اصطلاحی معنی

مختلف علماء نے "السنۃ الترکیۃ" کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے۔ ذیل میں مختلف علماء کی بیان کردہ تعریفات بیان کی جا رہی ہیں۔

ابو المظفر السمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إذا ترك النبي ﷺ شيئا من الأشياء وجب علينا متابعته فيه[28]۔ یعنی جب نبی ﷺ کسی چیز کو ترک کر دیں تو ہم پر بھی ان کی پیروی واجب ہے۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبویہ کی تقسیم کے بیان میں ساتویں قسم "السنۃ الترکیۃ "بیان کی ہے اور اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں: لَمْ يَتَعَرَّضُوا لِتَرْكِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ احْتَجَّ الْقَائِلُونَ بِعَدَمِ دَلَالَةِ الْفِعْلِ عَلَى الْوُجُوبِ أَنَّهُ لَوْ دَلَّ عَلَيْهِ لَدَلَّ التَّرْكُ عَلَى الْوُجُوبِ۔[29] یعنی جو افعال رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیے ان سے تعرض نہیں کیا اور عدم دلالت فعل کو حجت سمجھنے والوں نے عدم دلالت فعل کو وجوب پر دلیل بنایا ہے اس لیے کہ اگر یہ عدم دلالت فعل اس پر دلالت کرے تو یہ ترک دلیل وجوب ہو گا۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وأما السُّكُوتَ عَنْ حُكْمِ الْفِعْلِ أَوِ التَّرْكِ هُنَا إذا وجد المعنى المتقضي لِلْفِعْلِ أَوِ التَّرْكِ إِجْمَاعٌ مِنْ كُلِّ سَاكِتٍ عَلَى أَنْ لَا زَائِدَ عَلَى مَا كَانَ، وَهُوَ غَايَةٌ فِي [تحصِيلِ] هَذَا الْمَعْنَى[30]۔ بہر حال حکم فعل سے سکوت یا اس کا ترک جب کوئی ایسا سبب پایا جائے جو فعل یا ترک کا مقتضی[31] ہو اور اس بات پر ہر ساکت یعنی خاموشی پر اجماع ہو کہ جو ہو چکا اس سے زائد کچھ نہیں ہے۔ اس معنی کے حصول کی یہی انتہا ہے۔

شارع کا کسی مسئلہ میں سکوت یا اس کو ترک کرنا دو قسم پر ہے۔ ایک تو یہ کہ اس سے سکوت یا ترک اس لیے کیا جائے کہ اس کا کوئی مقتضی ہی پیش نہ آیا ہو۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ اس کے مقتضی اور سبب ہونے کے باوجود اس سے سکوت یا ترک کیا جائے۔[32] امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ترك رسول الله ﷺ مع وجود ما يعتقد مقتضيا، وزوال المانع سنة، كما أن فعله سنة وصلى العيدين بلا أذان ولا إقامة۔[33] یعنی مقتضی کے موجود ہونے اور مانع[34] کے زائل ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو ترک کرنا اسی طرح سنت ہے جیسے آپ ﷺ کا کسی کام کو کرنا (فعل) سنت ہے۔ جیسے آپ ﷺ نے عیدین کی نمازیں بغیر اذان واقامت کے پڑھیں۔

مندرجہ بالا تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ "السنۃ الترکیۃ" سے مراد وہ امور ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو دکھانے کے لیے قدرت اور مقتضی کے ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے باوجود نہ کرنا اختیار کیا۔ لہٰذا وہ تمام امور "السنۃ الترکیۃ" سے خارج ہو جائیں گے جن کو رسول اللہ ﷺ نے عدم قدرت کی بنا پر ترک کیا یا ایسے امور جن کو ترک کرنے کے اس وقت کے حالات متقاضی تھے یا کوئی مانع موجود تھا یا ایسے امور جن کو آپ ﷺ نے کسی خصوصیت کی وجہ سے ترک کیا۔

وجہ تسمیہ (نبی ﷺ کے ترک کردہ احکام کو سنت کہنے کی شرعی حیثیت)

رسول اللہ ﷺ کے افعال، اقوال اور تقریرات کو تو سنت کہنے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن آپ ﷺ کے ترک کردہ افعال کو سنت کا نام دینا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں حدیث ہے کہ: عن أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ۔[35]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ ﷺ کی عبادت کا حال

پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی برابری کس طرح کرسکتے ہیں؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہوگئے ہیں، ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو! جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔) چنانچہ اس گروہ نے تاویل کرتے ہوئے "السنة الترکیة" کو دلیل خیال نہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ "السنة الترکیة" کا تارک بھی آپ ﷺ کی "سنت" کا تارک ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے مذکورہ بالا تینوں کام کے کرنے اور نہ کرنے یعنی "فعل" اور "ترک" دونوں کو سنت کا نام دیا ہے بلکہ یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا کاموں میں رغبت کے باوجود، ان کے "ترک" کرنے میں زیادہ واضح ہے۔

السنة الترکیة کی شرائط

"السنة الترکیة" کی تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ "ترک النبی ﷺ" کو "سنت" کہنے کی کچھ شرائط ہیں:

(1) پہلی شرط یہ ہے کہ ترک مقصود ہو جیسا کہ منافقین کو قتل کرنے کو ترک کرنا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ: ------- دَعْهُ، لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَه۔[36] (......نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔) اگر ترک کرنا مقصود نہ ہو جیسا کہ بازاروں اور عام جگہوں میں بیت الخلاء بنوانے کو ترک کرنا تو یہ "ترک" سنت نہ ہو گا۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ ترک امت کو بتانے کے لیے ہو جیسا کہ ہر نماز کے لیے وضو نہ کرنا۔ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ۔[37] {انہوں (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہم کئی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھ لیا کرتے تھے جب تک کہ ہم بے وضو نہ ہو جائیں۔} اگر یہ ترک امت کو بتانے کے لیے نہ ہو تو اس کو سنت نہیں کہا جائے گا۔ جیسا کہ پیغمبر ﷺ کا اذان نہ دینا یا رمضان میں عمرہ نہ کرنا۔

(3) تیسری شرط یہ ہے کہ یہ ترک قدرت کے باوجود ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا شراب پینے والے کو قتل نہ کرنا۔[38] یہ اس کے قتل کے حکم کا نسخ ہے۔ اگر یہ ترک قدرت کے باوجود نہ ہو تو پھر یہ ترک سنت نہ ہو گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا اذان دینے کے لیے سپیکر اور اسی طرح کی دوسری اشیاء کا استعمال نہ کرنا کہ آپ ﷺ ان اشیاء کے اس زمانہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کے استعمال پر قادر نہ تھے۔

(4) چوتھی شرط یہ ہے کہ ترک کا مقتضی بھی ہو۔ جیسا کہ عیدین کے لیے اذان واقامت ترک کرنا۔[39] باوجود یہ کہ ان کا مقتضی بھی موجود تھا کہ لوگوں کو نماز عید کے لیے بلایا جائے اور نماز عید چونکہ باجماعت مشروع ہے اور لوگوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے جمع کرنے کی ضرورت ہے، جمع کرنے کے لیے اعلان کی ضرورت ہے اور یہ اعلان اذان کی صورت میں دیگر نمازوں کے لیے موجود تھا۔ اب نماز عید کے لیے اذان دینے کا سبب یعنی لوگوں کو جمع کرنا عہد رسالت میں موجود تھا مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے اذان نہیں کہی یا اذان کا حکم نہیں دیا تو یہ اذان نہ کہنا "السنة الترکیة" ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: أَنْ يَسْكُتَ عَنْهُ وَمُوجِبُهُ الْمُقْتَضِي

لَهُ قَائِمٌ، فَلَمْ يُقَرَّرْ فِيهِ حُكْمٌ عِنْدَ نُزُولِ النَّازِلَةِ زَائِدٌ عَلَى مَا كَانَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ؛ فَهَذَا الضَّرْبُ السُّكُوتُ فِيهِ كَالنَّصِّ عَلَى أَنَّ قَصْدَ الشَّارِعِ أَنْ لَا يُزَادَ فِيهِ وَلَا يُنْقَصَ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا كَانَ هَذَا الْمَعْنَى الْمُوجِبُ لِشَرْعِ الْحُكْمِ الْعَمَلِيِّ مَوْجُودًا ثُمَّ لَمْ يُشْرَعِ الْحُكْمُ دَلَالَةً عَلَيْهِ؛ كَانَ ذَلِكَ صَرِيحًا فِي أَنَّ الزَّائِدَ عَلَى مَا كَانَ هُنَالِكَ بِدْعَةٌ زَائِدَةٌ، وَمُخَالَفَةٌ لِمَا قَصَدَهُ۔[40]

ترجمہ: سبب ہونے کے باوجود شارع نے کسی فعل سے سکوت اختیار کیا ہے اور نزول حوادث کے باوجود اس میں کوئی نیا حکم جاری نہیں کیا تو ایسے احکام میں شارع کا سکوت نص کی طرح ہے اور شارع کا مقصد یہ ہے کہ اس میں نہ کمی کی جائے اور نہ ہی زیادتی۔ کیونکہ جب کسی عملی حکم میں سبب موجود ہے لیکن اس سبب کے باوجود شارع نے اس کو مشروع قرار نہیں دیا تو یہ صریح دلالت ہے کہ وہ فعل بدعت ہے اور شارع کی منشاء کے خلاف ہے۔)۔ مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد نہ کرنے کو "السنۃ الترکیۃ" نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس کا مقتضی نہ تھا یعنی آپ ﷺ کے دور میں مانعین زکوٰۃ موجود نہ تھے۔

(5) پانچویں شرط یہ ہے کہ ایسا مانع موجود نہ ہو جو اس کام کو روکتا ہو کیونکہ مانع کے نہ ہونے کے باوجود جب آپ نے وہ کام نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت ہم سے بھی وہ عمل ترک کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر عہد رسالت میں کوئی مانع موجود تھا جس کی وجہ سے آپ نے اس فعل کو ترک کیا تو اس صورت میں اس فعل کا شمار "السنة الترکیة " میں نہ ہو گا یعنی اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہو گا۔ جیسے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کو ترک کرنا۔ کیونکہ قرآن مجید مسلسل اور متفرق طور پر نازل ہو تا رہا۔ مانع موجود تھا اس لیے اس کو ترک کیا لہٰذا یہ "السنة الترکیة" نہیں ہے۔ اکثر بڑی سورتیں متفرق طور پر تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوئی ہیں۔ بعض آیات بھی ایسی ہیں جو ایک دفعہ نازل نہیں ہوئیں بلکہ متفرق طور پر نازل ہوئی ہیں۔ جیسے آیت کا یہ ٹکڑا "غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ" ایک مرتبہ نازل ہوا، اور یہ اس آیت کا جزو ہے: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا۔[41] اس مانع کے موجود ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ نے جمع القرآن کو ترک کیا۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح باجماعت ادا کرنا ترک کر دی تھی اس ڈر سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے۔[42] تو اس میں فرض ہونا ایک مانع تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنا ترک کر دیا تھا۔ یہ مانع رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زائل ہو گیا اور نماز تراویح کو باجماعت ادا کیا جانے لگا۔ لہٰذا اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کے اس ترک کو دلیل بنا کر نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کو ناجائز کہنا درست نہ ہو گا کیونکہ عہد رسالت میں مانع کے پائے جانے کی وجہ سے یہ ترک "السنة الترکیة" میں شامل نہیں ہے۔

(6) چھٹی شرط یہ ہے کہ اس فعل کا تعلق جبلی اور عادی افعال سے نہ ہو بلکہ اس کا تعلق عبادات سے ہو۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا اور جاگنا وغیرہ آپ ﷺ اور آپ کی امت کے لیے مباح ہیں اور یہ "السنة الترکیة" میں شامل نہیں ہیں۔[43]

السنۃ الترکیۃ کی اقسام

1: وہ افعال جن کو رسول اللہ ﷺ نے جبلت اور عادت کے تحت ترک کیا، جیسے "ضب" کا گوشت نہ کھانا۔[44]

2: وہ افعال جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص تھے اور آپ ﷺ نے اسی خصوصیت کے پیش نظر ان کو ترک کیا، جیسے لہسن نہ کھانا[45]

3: وہ افعال جن کو آپ ﷺ نے کسی شرعی مصلحت کے پیش نظر ترک کیا، جیسے خانہ کعبہ کو مسمار کر کے ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا خیال ترک کر دیا اس لیے کہ قریش مکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تالیف قلب مقصود تھی۔[46]

4: وہ افعال جن کو آپ ﷺ نے عدم قدرت کی وجہ سے ترک کیا، جیسے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد نہیں کیا کیونکہ مانعین زکوٰۃ عہد رسالت میں موجود نہ تھے۔

5: وہ افعال جن کو آپ ﷺ نے تشریعی مقاصد کو پورا کرنے اور شریعت کی وضاحت و بیان کی خاطر ترک کیا، جیسے عیدین کے لیے اذان واقامت کو ترک کرنا[47]۔"السنۃ الترکیۃ" کی اصطلاح جب استعمال کی جاتی ہے تو اس سے مراد یہی پانچویں قسم ہوتی ہے۔ جن امور کو رسول اللہ ﷺ نے تشریعی مقاصد کی خاطر ترک کیا ہے، آپ ﷺ کا وہ "ترک" ہمارے لیے اسی طرح حجت ہے جس طرح ہمارے لیے آپ ﷺ کا فعل (سنت فعلیہ) حجت ہے۔

السنۃ الترکیۃ کی پہچان کے ذرائع

"السنۃ الترکیۃ" کی معرفت دو طریقوں کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بدولت ہوتی ہے۔ جن میں سے پہلا طریقہ یہ ہے کہ کسی صحابی کی طرف سے تصریح کی جائے کہ آپ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا یا صحابی کی بات (قرائن) سے یہ مفہوم سمجھ میں آئے کہ آپ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید بغیر اذان واقامت کے پڑھائی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پہلے یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے یوم عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا۔[48] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ، یَسْتَلِمُ غَیْرَ الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ۔[49]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو رکن یمانیوں کے۔

"السنۃ الترکیۃ" کی پہچان کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کام کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نقل وروایت اور دعوت و تبلیغ کی شدید خواہش کے باوجود کسی صحابی سے اس فعل کا منقول نہ ہونا ہے۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ نبی ﷺ نے وہ فعل سرانجام نہیں دیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کو سرانجام دیا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوششوں اور اسباب ودواعی کے بھرپور پائے جانے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا کوئی ایک صحابی اسے ضرور نقل کرتا۔ جب کسی محفل میں اس کے متعلق بات نہیں ہوئی نہ کسی صحابی نے اسے نقل کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فعل آپ ﷺ سے سرزد ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا دخول نماز کے وقت نیت کو الفاظ میں کرنے کو ترک فرمانا، آپ ﷺ کا نماز کے بعد نمازیوں کے طرف منہ کر کے دعا کو ترک کرنا اور آپ ﷺ کا مزدلفہ میں رات گزارنے، رمی جمار، طواف، کسوف اور استسقاء کے مواقع پر غسل نہ کرنا[50] چنانچہ آپ ﷺ سے ثابت شدہ ترک امر کو ترک کرنا اسی طرح سنت ہے جس طرح آپ ﷺ سے ثابت شدہ فعل کو کرنا سنت ہوتا ہے۔ اگر ہم اس عمل کو کرنا مستحب سمجھیں جو آپ ﷺ نے ترک فرمایا تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے ہم اس عمل کو ترک کرنا مستحب خیال کریں جس کو آپ ﷺ نے کیا ہو۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا اس صورت میں ضروری ہوتا ہے کہ اس فعل کو اسی طرح ترک کیا جائے جس طرح آپ

ﷺ نے اسے ترک کیا ہے۔

السنۃ الترکیۃ کے محمولات

جن احکامات پر "السنۃ الترکیۃ" کا اطلاق ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں: عبادات اور عادات

عبادات: ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادات میں اصل توقیف ہے وہی عبادات جائز ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار دیا ہے۔[51] صرف وہی عبادات جائز ہیں جن کو شارع نے جائز کہا ہے۔ جن چیزوں کو شارع نے ترک کیا ہے ان کا ترک کرنا ہی واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ۔[52]

ترجمہ: کیا ان کے ایسے شریک ہیں؟ جنہوں نے دین میں ایسے طریقے بنالیے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔[53]

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر مجھ (رسول ﷺ) پر جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ۔[54]

ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عبادات قرآن وسنت سے ثابت ہیں صرف وہی جائز ہیں اور جن افعال کو آپ ﷺ نے ترک کیا ہے یا قرآن وسنت میں ان کا حکم نہیں ہے تو ان کا ترک کرنا ضروری ہے۔

عادات عادات میں اصل یہ ہے کہ عادی اور جبلی امور مباح ہیں جب تک کہ ان کی حرمت کی دلیل نہ آجائے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا[55]۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الْأَصْلُ فِي الْعَادَاتِ لَا يُحْظَرُ مِنْهَا إِلَّا مَا حَظَرَهُ اللَّهُ۔ یعنی عادات میں اصول یہ ہے کہ اس میں سے کوئی بھی شے ممنوع نہیں کی جائے گی سوائے اس کے جس کو اللہ نے ممنوع ٹھہرایا۔ دوسری جگہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عادی امور کے بارے میں جب تک کوئی حکم نہ آئے اس وقت تک وہ جائز ہوتے ہیں گویا کہ عادی امور میں آپ ﷺ کا ترک امت کے لیے حجت نہیں ہے۔ الْعَادَاتُ الْأَصْلُ فِيهَا الْعَفْوُ فَلَا يَحْظُرُ مِنْهَا إِلَّا مَا حَرَّمَه[56]۔ عادات میں اصل عفو ہے صرف وہی امور ممنوع ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

السنۃ الترکیۃ اور عبادات کی صورتیں

عبادات سے متعلقہ احکام کا مطالعہ کیا جائے تو دو طرح کے احکام سامنے آتے ہیں: معقول المعنی اور غیر معقول المعنی۔

معقول المعنی

اس سے مراد وہ افعال ہیں جن کی علت کا ادراک عقل انسانی کر سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کوئی سبب سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے اس فعل کو سرانجام دیا جاتا یا کوئی مانع موجود تھا جس کی وجہ سے اس فعل کا ظہور نہیں ہو سکا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب اس فعل کا سبب ظاہر ہوا، یا مانع دور ہوا تو اس کا حل قرآن وسنت کے کلی قواعد کی روشنی میں نکالا جائے گا اور وہ فعل منصوص علیہ کی طرح

ہو گا اور اس کا حکم بھی وہی ہو گا۔ ایک دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو اجتہاد کا دروازہ بھی ان احکام کی طرف کھلتا ہے بعض اوقات کسی ایسے فعل سے سکوت ہوتا ہے جس کا سبب موجود نہیں ہوتا یا کوئی مانع موجود ہوتا ہے لیکن جب اس کا سبب پیدا ہو جاتا ہے یا مانع دور ہو جاتا ہے تو اہل حل وعقد اس میں غور وفکر کرتے ہیں اور قرآن وسنت کے کلی قواعد کی روشنی میں اس کا حل نکالتے ہیں۔[57]

غیر معقول المعنی

اس سے مراد وہ احکام ہیں جن کی علت کا ادراک ہماری عقل سے بالا ہے ان کو اسی طرح ترک کرنا واجب ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ترک کیا ہے۔ ایسے افعال کا مرتکب ہونا بدعت ہے۔ جیسے فرض نمازوں کے لیے اذان مشروع ہے جبکہ عیدین کے لیے اذان کا حکم نہیں ہے تو اس کی علت غیر معقول المعنی ہے اور عیدین کے لیے اذان دینا بدعت ہو گا۔ سنت پر عمل کرنے کا مقصد قرب الٰہی کا حصول ہوتا ہے اور یہ سبب نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھا آپ ﷺ کا اس فعل کو سرانجام نہ دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل قرب الٰہی کا باعث نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن افعال کو رسول اللہ ﷺ نے ترک کیا ہے اگر وہ افعال جائز ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ضرور سرانجام دیتے یا اس کی اجازت دیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین اس پر ضرور عمل کرتے۔[58]

السنۃ الترکیۃ کی حجیت کے دلائل

1: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں، ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو! جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں[59]۔ چنانچہ اس گروہ نے تاویل کرتے ہوئے "السنۃ الترکیۃ" کو دلیل خیال نہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ "السنۃ الترکیۃ" کا تارک بھی آپ ﷺ کی "سنت" کا تارک ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے مذکورہ بالا تینوں کام کے کرنے اور نہ کرنے یعنی "فعل" اور "ترک" دونوں کو سنت کا نام دے کر "السنۃ الترکیۃ" کی حجیت کو واضح فرما دیا۔ یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا کاموں میں رغبت کے باوجود، ان کے "ترک" کرنے میں زیادہ واضح ہے۔

2: حضرت معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حیض والی عورت کا کیا معاملہ ہے؟ وہ روزے قضا رکھتی ہے لیکن نماز قضا نہیں پڑھتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تم حروریہ[60] ہو؟ معاذہ نے کہا میں حروریہ نہیں ہوں بلکہ جاننا چاہتی ہوں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔[61]

ترجمہ: ہمیں حیض آتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا جبکہ نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز کی قضا کا حکم نہ دینے کی بنیاد "السنۃ الترکیۃ" کو قرار دیا جس سے معلوم ہوا کہ "السنۃ الترکیۃ" بھی حجت ہے۔

السنۃ الترکیۃ کی حجیت کے بارے میں فقہاء وعلماء کے اقوال

1۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے "السنۃ الترکیۃ" کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے اپنی معروف کتاب صحیح ابن خزیمہ میں ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ فِي الْمُصَلَّى قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهَا اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ وَاسْتِنَانًا بِهِ۔[62] یعنی یہ باب اس بارے میں ہے کہ نبی ﷺ کی اقتدا اور سنت کی پیروی کرتے ہوئے عید گاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز ترک کرنا۔

2۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "السنۃ الترکیۃ" کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے اپنی معروف کتاب صحیح المسلم میں ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلَّى۔[63] یعنی یہ باب اس بارے میں ہے کہ نماز عید سے پہلے عید گاہ میں نماز ترک کرنا۔

3۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ "السنۃ الترکیۃ" کی حجیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کے پاس دھاتیں مثلاً پیتل، لوہا اور سیسہ وغیرہ تھیں ان پر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد کسی نے بھی زکوٰۃ عائد نہیں کی تو ہم بھی ان پر زکوٰۃ عائد نہیں کریں گے یعنی ان سے زکوٰۃ لینا ترک کر دیں گے۔[64]

4۔ ابو المظفر السمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: إذا ترك النبي ﷺ شيئا من الأشياء وجب علينا متابعته فيه۔[65] جب نبی ﷺ نے اشیاء میں سے کسی شئ کو ترک کیا ہے تو اس میں آپ ﷺ کی پیروی کرنا ہمارے لیے واجب ہے۔

5۔ شیخ محمد بن سلیمان الاشقر فرماتے ہیں کہ: ترک، عمل کے اعتبار سے نص کی طرح ہے۔[66]

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ جس طرح "سنت فعلیہ" حجت ہے اسی طرح "السنۃ الترکیۃ" بھی حجت ہے۔ شریعت اسلامی میں دونوں ہی مطلوب العمل ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کو نظر انداز کر کے صحیح معنوں میں "اسوہ حسنہ" کی پیروی ناممکن ہے۔

نتائج

"السنۃ الترکیۃ" کے مطالعے کے دوران درج ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں:

1: نبی کریم ﷺ کے "ترک" کو سنت اعتبار کرنے کے لئے کچھ شرائط کا ہونا لازمی ہے۔

2: نبی کریم ﷺ کے "ترک" کا پتہ چلے گا یا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصریح کے ذریعے یا عبارات میں درج آپ ﷺ کے افعال کے فہم سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی بات کو یوں نقل نہ کرنا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیا۔

3: نبی کریم ﷺ کے کسی کام کو "ترک" کرنے کی علت کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی ہوتی ہے۔

4: "السنۃ الترکیۃ" کی مختلف تقسیمات ہیں۔

5: نبی کریم ﷺ کے "تروک" کی اتباع کا حکم مختلف ہوتا ہے ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو چند شرائط کے ساتھ واجب ہوتے ہیں اور کچھ واجب نہیں ہوتے۔

6: نبی کریم ﷺ کے تروک کی بہت سی دلالتیں ہیں ان میں سے کچھ کام کے جواز اور اس کے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہیں کچھ عموم پر دلالت کرتی ہیں، کچھ عام کو خاص کرنے پر دلالت کرتی ہیں، کچھ ایسی ہیں جو کچھ شرائط کے ساتھ نسخ پر دلالت کرتی ہیں، کچھ متروکہ کام کی عدم صحت پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو اس کام کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

7: مشروعہ امور کو کرنے کا حکم مختلف ہوتا ہے ان میں سے کچھ بدعت اور گمراہی ہوتے ہیں، کچھ حرام ہوتے ہیں اور ان میں سے کچھ مکروہ ہوتے ہیں۔

سفارشات

امت مسلمہ دور حاضر میں بہت سے مسائل سے نبرد آزما ہے۔ جہاں کفر اور اہل کفر امت مسلمہ کی جغرافیائی حدود کی خلاف ورزی کر رہے ہیں، وہیں نظریاتی سرحدیں بھی اغیار کے تسلط سے محفوظ نہیں ہیں۔ امت مسلمہ کو نہ صرف مادی لحاظ سے بلکہ فکری اور روحانی طور پر بھی مفلوک الحال بنا دینا اہل کفر کا اولین مقصد ہے۔ فکری اور نظریاتی کمزوری مسلمانوں کی مادی کیفیت پر اثر انداز ہوتی ہے جس کا فائدہ اٹھا کر کفار مسلمانوں پر حاوی اور غالب ہو جاتے ہیں۔ کفار اپنے تمام اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی پستی کا واحد سبب سنت نبوی ﷺ سے دوری ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اقدامات وقت کا اہم تقاضا ہیں۔

تمام مسلمانوں کو سنت مطہرہ کو یاد کرنے اسے سمجھنے اور اس کی نشر و اشاعت میں مبالغے کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد یہ سنت ہی وحی ثانی ہے۔ اسی طرح علماء و فقہاء رحمۃ اللہ علیہم اور باحثین کو بھی چاہیے کہ وہ سنت کی افادیت اور اس کی دلالت کے بیان کا مبالغے کے ساتھ اہتمام کریں۔ اسی طرح "السنۃ الترکیۃ" کے مفہوم کو اس کی شرائط کے بیان کے ساتھ تحریر کیا جائے کیونکہ اس سے لاعلمی کی وجہ سے اس ترک میں جو سنت ہے اور اس ترک میں جو سنت نہیں ہے، اختلاط واقع ہو جاتا ہے۔ انسان ان دونوں میں تمیز نہیں کر پاتا جیسا کہ تمام اہل بدعت کے ساتھ یہی معاملہ ہی ہوا ہے۔ بدعت اور "السنۃ الترکیۃ" کے درمیان تعلق کو مکمل طور پر واضح کیا جائے۔ اسی طرح فروعی مسائل میں "السنۃ الترکیۃ" کے اثرات کی وضاحت کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ "السنۃ الترکیۃ" کے ذریعے مسلمانوں میں پائی جانے والی بدعات اور خرافات کا سدباب / رد کر کے عقائد کا تصفیہ اور تزکیہ کی ضرورت ہے۔ تعمیر فکر کے ساتھ تطہیر فکر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قوموں کی برتری اور عروج کا پہلا زینہ تعلیم و تعلم ہے۔ اس لیے اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینے اور اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اغیار کی نقالی کی بجائے یکساں اور اسلامی نصاب تعلیم رائج کیا جائے تا کہ تعلیم اتحاد پیدا کرنے کا باعث بن سکے۔ سنت نبوی ﷺ کو باقاعدہ مضمون کے طور پر پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور اسے امت کے مسائل کے علاج کیلئے استعمال کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[1] آل عمران 85:3

[2] النجم 3,4:53

[3] الحشر59:07

[4] ملاجیون، ابن ابی سعیدبن عبید اللہ الحنفی الصدیقی، نور الانوار، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، س ن، ص179

[5] الجرجانی الشریف، علی بن محمد بن علی الزین، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1403ھ، باب السین، ص122

[6] طاہر الجزائری، طاہربن صالح ابن احمدبن موہب السمعونی الجزائری، توجیہ النظر إلی أصول الأثر، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، 1416ھ، الْفَصْل الأول فِي بَيَان معنى الحَدِيث، ص01/01

[7] البقرۃ2:278,279

[8] الفرقان25:30

[9] الشنقیطی، محمدالامین بن محمد المختاربن عبدالقادر الجکنی، مذکرة في أصول الفقه، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، 2001ء، والمقتضی بالتکلیف فعل وکف، ص46

[10] البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللهﷺوسننه وأيامه، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1419ھ، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ، ص233

[11] الشنقیطی، مذکرة في أصول الفقه، والمقتضی بالتکلیف فعل وکف، ص47

[12] الاحزاب33:21

[13] مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول اللهﷺ، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1421ھ، كِتَابِ الطَّهَارَةِ، بَابُ وُجُوبِ غُسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

[14] ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الرویفعی الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ط: ثالثہ، 1414ھ، فصل التاء المثناۃ فوقھا، ج10، ص405

[15] الراغب الاصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد، المفردات في غریب القرآن، دار القلم، بیروت، 1412ھ، کتاب التّاء، ترك، ص166

[16] *جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:* وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ (بنانے والا) فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ (البقرۃ2:30)

[17] ابوالبقاء الکفوی، ایوب بن موسیٰ الحسینی القریمی الحنفی، الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، مؤسسة الرسالة، بيروت، س ن، فصل الرّاء، ص479

[18] الراغب الاصفہانی، المفردات في غریب القرآن، کتاب التّاء، ترك، ص166

[19] الصافات37:78

[20] ابن منظور، لسان العرب، فصل التاء المثناۃ فوقھا، ج10، ص405

[21] الصافات37:78

[22] النساء4:12

[23] یوسف: 37

[24] الدخان: 25

[25] افعال قلوب دومفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں۔

[26] ابو البقاء الکفوی، الکليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، فصل التَّاء، ص298، مرتضیٰ الزبیدی نے تاج العروس من جواہر القاموس میں ص27/91 پر لکھا ہے کہ لفظ "التَّرْكُ" جب "صَيَّرَ" (ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا) کے معنی میں ہو تو افعال قلوب کے منہج پر ہو گا۔

[27] البقرۃ2:17

[28] ابو المظفر السمعانی، منصور بن محمد بن عبدالجبار ابن احمد المروزی التمیمی، قواطع الأدلة في الأصول، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط: اولی، 1418ھ، ج1، ص311

[29] بدرالدین الزرکشی، ابوعبدالله بدرالدین محمدبن عبدالله بن بہادر، البحر المحيط في أصول الفقه، دارالکتبی، بیروت، 1414ھ، مَبَاحِثُ السُّنَّةِ، الْقِسْمُ السَّابِعُ التَّرْكُ، ج6، ص70

[30] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی، الموافقات، دار ابن عفان، 1417ھ، تابع کتاب المقاصد، ج3، ص161

[31] اس سے مراد وہ شے، چیز یا محرکات ہیں جو فعل یعنی کسی کام کے کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔

[32] الشاطبی، الموافقات، ج3، ص157

[33] ابن تیمیہ، ابو العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبدالله بن ابو القاسم بن محمد ابن تیمیہ الحرانی الحنبلی الدمشقی، اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم، دار عالم الکتب، بیروت، 1419ھ، فصل في سائر الأعياد والمواسم المبتدعة، ج2، ص103

[34] اس سے مراد وہ شے ہے جو فعل یعنی کسی کام کے کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے۔

[35] صحیح البخاری، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ، ص906، رقم الحدیث5063

[36] ایضا، كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابُ قَوْلِهِ: {سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي القَوْمَ الفَاسِقِينَ} [المنافقون: 6]، ص871، رقم الحدیث4905

[37] ابوعیسیٰ الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک، سنن الترمذي، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1420ھ، أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ، رقم الحدیث60، ص17

[38] ایضا، أَبْوَابُ الْحُدُودِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، وَمَنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ، ص350، رقم الحدیث1444

[39] مسلم، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ، رقم الحدیث885، ص354

[40] الشاطبی، الموافقات، تابع کتاب المقاصد، القسم الثاني مقاصد المكلف، ج3، ص157

[41] النساء4:95

[42] صحیح البخاری، كِتَابُ الجُمُعَةِ، باب من قال في الخطبة بعد الثناء اما بعد، ص148، رقم الحدیث924

[43] سعید بن ناصر الغامدی، حقيقة البدعة وأحكامها، مکتبہ الرشد، ریاض، س ن، القسم الأول الترك من قبل الشارع، ج2، ص44

[44] صحیح البخاری، كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ، بَابُ الضَّبِّ، ص984، رقم الحدیث5536

[45] ایضا، كِتَابُ الأَطْعِمَةِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالبُقُولِ، ص971، رقم الحدیث5451

[46] ایضا ،كِتَابُ الحَجِّ ،بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا ،ص257 ،رقم الحدیث1585

[47] صحیح المسلم ،كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ، ص354 ،رقم الحدیث885

[48] صحیح البخاری ،كِتَابُ الصَّوْمِ ،بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ ،ص304 ،رقم الحدیث1892

[49] صحیح المسلم ،كِتَابُ الْحَجِّ ،بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُونَ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ ،ص535 ،رقم الحدیث1269

[50] ابن القیم الجوزی ،محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ،إعلام الموقعین عن رب العالمین ،دار الکتب العلمیه، بیروت، ط:اولی، 1411ھ ،فَصْلٌ نَقْلُ التَّرْكِ، ج2 ،ص281

[51] ابن تیمیه ،ابو العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیه الحرانی ،مجموع الفتاوی، مدینه منوره ،سعودی عرب، مجمع الملك فهد لطبعة المصحف الشريف، 1416ھ ،ج29 ،ص17

[52] الشوری42:21

[53] صحیح البخاری ،كِتَابُ العِلْمِ ،بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،ص24 ،رقم الحدیث110

[54] ایضا ،كِتَابُ الصُّلْحِ ،بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ ،ص440 ،رقم الحدیث2697

[55] البقرة2:29

[56] ابن تیمیه ،مجموع الفتاوی ،ج4 ،ص196 /ایضا ،ج29 ،ص17

[57] الموافقات للشاطبي ،ج3 ،ص156

[58] ابن تیمیه، الحنبلی الدمشقی ،القواعد النورانية الفقهية ، سعودی عرب ، دار ابن جوزی، ط:اولی ،1422ھ ،ص150

[59] صحیح البخاری ،كِتَابُ النِّكَاحِ ،بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ ،ص906 ،رقم الحدیث5063۔

[60] یہ حروراء کی طرف نسبت ہے۔ حروراء کوفہ کے قریب واقع ایک بستی ہے۔ اس بستی میں خوارج سب سے پہلے اکٹھے ہوئے تھے۔ ان کا باہم معاہدہ ہوا تھا چنانچہ وہ اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ خوارج کا ایک گروہ حائضہ عورت پر زمانہ حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب ٹھہراتا ہے جو کہ مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ استفہام ،استفہام انکار ہے یعنی ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو حروری طریقہ ہے۔

[61] صحیح المسلم ،كِتَابُ الْحَيْضِ ،بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ ،ص149 ،رقم الحدیث335

[62] ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمه بن المغیره بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری ،صحیح ابن خزیمة ،المکتب الاسلامی، بیروت ،س ن ،كِتَابُ الصَّلَاةِ ،ج2 ،ص345

[63] صحیح المسلم ،كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ،بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلَّى ،ص356

[64] الشافعی ، ابوعبدالله محمدبن ادریس بن العباس القرشی المکی ، الرسالة ، مکتبه الحلبی ، مصر ،1358ھ ،الجزء1 من الرسالة ،في الزكاة ، ص191

[65] ابو المظفر السمعانی ،قواطع الأدلة في الأصول ،القول فی البیان والمجمل والمبین ومایتصل بذلك ویتفرع علیه ،فصل وقت البیان ، ج1 ،ص311

[66] سلیمان الاشقر، محمد بن سلیمان بن عبدالله الاشقر العتیبی ،أَفْعَالُ الرَّسُول صلى الله علیه وسلم وَدَلَالَتَهَا عَلَى الأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ ، مؤسسة الرسالة للطباعه والنشر والتوزیع، بیروت ،ط:سادسه ،1424ھ ،الفصل الرابع الترك ،المبحث الأوّل البیان بالترك ، ج1 ،ص50